سورة الفاتحه

مسئلہ یہ ہے چونکہ ہماری بچپن سے تربیت کا نظا کچھ اس طرح سے ہے کہ لوگ زیادہ تر ظاہری الفاظ سے ہی سیکھتے ہیں اور ایک ساٹھ سال کے نمازی کو آپ پوچھیں کہ محترم آپ ساٹھ سالوں سے اگر نماز ادا کر رہے ہیں فرض کریں اگ بارہ سال میں نماز فرض ہوئی تھی اس کے بعد سے لے کر اگر آپ نے ہر روز نماز پڑھی ہے عام طور پر ایسے ممکن نہیں ہوتا کم ہی ہیں جو اکثر بالغ ہوتے ہی نمازی ہوتے ہیں زیادہ تر لوگوں کو حالات نماز کی طرف لے کر آتے ہیں حالات مار کھاتے ہیں تو پھر نماز کی طرف رخ ہوتا ہے ورنہ شوق کم ہے تو ان سے پوچھیں کہ حضرت آپ نے اگر پچاس سال نماز پڑھی ہے تو ظاہری الفاظ اپنی جگہ ہیں لیکن آپ بتائیں گے کہ ان الفاظ سے مراد کیا ہے؟ اور اس کو کیوں پڑھا جاتا ہے؟ تو افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم (Regular) روز پڑھنے والے نمازی بھی ان چیزوں کو نہیں بتا پاتے جو اصل میں نماز ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ نماز کا ترجمہ نہ آنا ہے بزرگوں نے اس کو اس طرح سے بیان کیا ہے کہ جسے نماز کی ترجمہ نہیں آتا وہ نماز جلدی چھوڑ دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کو نماز میں سرور اور مزے کی کیفیت مل نہیں سکتی اس لیے کہ ہماری زبان عربی نہیں ہے۔ ہماری زبان اردو ہے ہمیں ہر صورت عربی کو اردو کے اندر (Convert) کنورٹ کرنا ہے اور اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ساری زندگی بھی نماز پڑھتے رہیں سمجھ کوئی نہیں آنی اور جب سمجھ نہیں آنی تو بے شک کتنی ہی اچھی جگہ جا کر نماز پڑھ لیں زندگی بدل نہیں سکتی کردار بدل نہیں سکتا اور جو نماز کی اصل حالت ہے وہاں تک انسان نہیں جا سکتا جب تک اس کو ترجمہ نہ آئے تو اس لیے نماز کو پہلی فرصت (Periority) میں ترجمے سے سیکھیں یہ لازم ہے جیسے یہاں درس کے بعد حلقے لگاتی ہیں ہماری بچیاں اس میں نماز کا ترجمہ سکھایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو کم از کم آپ کو اس کا پتہ ہو کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں۔ آپ کیا بھول رہے ہیں اس کے اندر گفتگو کیا ہے جب انسان ترجمہ پڑھتا ہے تو اس کا ذہن مصروف ہو جاتا ہے اور جب مصروف ہو جاتا ہے تو اتنے ہی وسوسے آنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں وسوسے نہیں آتے ہیں اس کی وجہ ذہن پہلے ہی مصروف ہے تو جس کا ذہن جتنا زیادہ مصروف ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ وسوسوں سے بچا ہوتا ہے چونکہ ہمارے پاس نماز پڑھنے کے دوران کوئی مصروفیت نہیں ہم نماز پڑھ رہے ہیں اس میں عربی پڑھ رہے ہیں تو عربی کا پتہ ہے نہیں کہ وہ کیا ہے؟ تو لہٰذا ذہن مصروف نہیں ہے زبان چل رہی ہے لیکن ذہن خالی ہے ذہن کے اندر کوئی سوچ کوئی اس میں فکر نہیں ہے تو کیا ہوگا ذہن کی فطرت ہے ذہن کہیں نہ کہیں مصروفیت ڈھونڈتا ہے۔ یہ اللہ نے اس کو بنایا ہی ایسے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن کا قلب اللہ کی انگلیوں میں ہوتا ہے وہ جیسے چاہے اس کو پھیرتا رہتا ہے تو وہ مومن کا قلب ہے''

میرا اور آپ کا نہیں ہے ہمیں اپنے قلب کا خیال خود رکھنا پڑتا ہے کہ اس کو کوئی مصروفیت دی جائے کیونکہ اس نے ضرور پھیرنا ہے اِدھر اُدھر دھیان کرنا ہی کرنا ہے تو آپ اگر عربی پڑھتے رہیں گے۔ جب تک اس کا ترجمہ نہیں جانیں گے ذہن مصروف نہیں ہوگا لہٰذا کسی جگہ پہنچ جائے گا کوئی مارکیٹ چلا جائے گا کوئی فلم یا ڈرامہ یاد آنا شروع ہو جائے گا کوئی اپنا دکھ یاد آ جائے گا کسی سے باتیں یاد آ جائیں گی اور پوری نماز اسی طرح گزر جائے گی اور کئی سالوں سے لوگ اس طرح کی نمازیں پڑھتے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا بول رہے ہیں تو یہ وہ علم ہے۔

جس کے بارے میں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''

یہ وہ علم ہے کہ پتہ کرو کہ کس طرح نماز کی کون سی کیفیت ہے اور کیسے وہ بنتی ہے یہ فرض علم ہے اور اگر یہ حاصل نہ کیا تو بہت نقصان ہو جائے گا۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاصَلَاۃَ لِمَنْ لَایَتَخَشَّعُ فِیْ صَلَا تِہٖ

''اس کی کوئی نماز نہیں ہے جس کا دل حاضر نہیں ہے۔''

تو اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر نماز پڑھی جائے کہ میرا دل کتنا حاضر رہا دل حاضر اسی کا ہے جسے ترجمہ آتا ہے اور اس سے بھی آگے جو سمجھدار لوگ ہوتے ہیں وہ ترجمے کی گہرائی میں جا کر تفسیر تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر تفسیر کے بعد اس کی سمجھ لیتے ہیں اس کا تقابل کرتے ہیں اپنے حالات کے ساتھ قرآن پاک میں نماز کو اس طرح سے بیان کیا ہے۔

''بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے۔''

اب جب یہ قرآن کہہ رہا ہے نماز پڑھنے کا اثر یہ ہوگا کہ تمہاری زندگی سے ہر براء چاہ وہ زبان کی شکل میں ہو چاہے وہ رزق کی شکل میں ہے چاہے وہ بے ادبی کی شکل میں ہے چاہے وہ لڑائی جھگڑے کی شکل میں ہے چاہے وہ ظلم اور زیادتی کی شکل میں ہے چاہے وہ کسی بھی شکل میں برائی ہے وہ نکل جائے گی۔ تمہاری زندگی سے وہ تم کر نہیں سکو گے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ تمہارے اندر کوئی برائی رہ جائے

اگر تم نماز پڑھتے ہو تو یہ سوال نہیں پیدا ہوتا اللہ نے تو اس کا رزلٹ بیان کر دیا کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ

''بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے''

تو تمہاری زندگی میں جو بھی برائیوں کے ڈھیڑے ہیں نا ہوتیں ہیں چاہے وہ کسی بھی رنگ میں ہوں۔ وہ والدین کی ناراضگی کی شکل میں ہوں وہ شوہر کی ناراضگی کی شکل میں ہوں وہ بچوں کی بیماری کی شکل میں ہوں وہ دکھوں اور تکلیفوں کی شکل میں ہوں برائیوں کے کروڑوں رنگ ہیں برائی صرف سود شراب اور قتل نہیں ہے برائی کے ہزاروں رنگ ہیں ان ساری برائیوں سے اللہ فرما رہا ہے کہ نماز روک دیتی ہے تمہیں کسی شے سے نہیں گزرنا ہوگا اگر تم سہی نماز پڑھتے ہو یہ ہو نہیں سکتا۔

جیسے آقا ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی آیا:

عرض کرنے لگا! حضور ایک شکایت عرض کرنی ہے ہماری جماعت کے اندر ایک نوجوان لڑکا نماز پڑھنے آتا ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں حضور کہ وہ چوری کرتا ہے وہ چور ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے لیے دعا کریں یا پھر ہم اس کو منع کر دیں کہ خبر دار تم نہ آیا کرو جب تک تو چوری چھوڑ نہیں دیتے تو کیا عرض ہے کیا حکم ہے۔ جس طرح آپ چاہتے ہیں کیا اس کو روک دیں آئندہ ہماری جماعت میں شامل نہ ہوا کر تو چور ہے تو اندازہ کریں۔

نبی علیہ السلام نے جو خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا:

نہیں! اسے نماز پڑھنے دو نماز اسے ایک دن اس برائی سے روک لے گی اُسے نماز نہ چھڑواؤ تو ایسا ہی ہوا کچھ ہی عرصہ گزرا اس سے وہ برائی چھوٹ گئی تو چونکہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں جھوٹ بھی بولتے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں تمام برائیاں بھی کرتے ہیں ہمارے گھروں میں لڑائیاں ہیں جھگڑے ہیں ماں باپ ناراض ہے شوہر ناراض ہے بیویاں ناراض ہیں وررزق حرام بھی آ رہا ہے۔ ہاں نماز میں بہت پابندی سے پڑھتی ہوں۔

؎ تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

حضرت امام غزالیؒ نے ارشاد فرمایا :

نماز کی گفتگو جو ہے اِس کو اُس کو بھی سنایا جائے۔ جو آج مسلمان ہوا ہے اُس کو بھی سنایا جائے جو کئی نسلوں سے مسلمان ہے اور اُس کو بھی سنایا جائے جو کامل ولی اور صوفی ہے اس لیے کہ نماز ہر حالت میں اللہ کی بارگاہ تک پہنچاتی ہے بعض کہتے ہیں مجھے پہلے ہی نماز آتی ہے۔ مجھے کیوں درس دے رہے ہو۔ مجھے تو نماز کا سارا پتہ ہے۔ ابھی میں چند نقطے عرض کر دوں گا حالانکہ کئی سال ہو گئے حضرت کے ساتھ نماز کے موضوع پر گفتگو آپ سے بھی سنی خود بھی تحقیق کرتے رہے لیکن جب بھی نماز پر ریسرچ کی ہے۔ کوئی نہ کوئی نئی چیز سامنے آئی آج بھی کوئی نہ کوئی نیا رنگ اللہ نے عطا کیا ہے تو اس لیے کبھی بھی پرفیکشن (Perfection) نہیں ہوتی کوئی یہ نہ سوچے کہ وہ کامل صوفی اور نیک انسان ہے۔ لہٰذا اُسے نماز کے درس کی ضرورت نہیں ہے۔

؍؍ **نماز کے درس کی ضرورت وقت کے ولی کو بھی ہے اس لیے کہ یہ ہر حالت میں اللہ کی بارگاہ تک پہنچانے والی ہے۔**

سورۃ الفاتحہ سے نماز کا آغاز ہوتا ہے۔ جب بھی نماز پڑھتے ہیں تو سورۃ الفاتحہ کی فضلیت کا ذہن میں ہو کہ یہ وہ سورۃ مبارکہ ہے جو اللہ کے خزانوں میں سے ہے۔ سورۃ شفا بھی کہلاتی ہے سر درد سے لے کر کینسر تک مرض کا علاج بھی ہے اور دنیا میں کروڑوں اربوں بار روزانہ اس کی تلاوت ہوتی ہے سات آیات ہیں اور ان سات آیات میں پورے قرآن کی تفصیل ہے اور پورا قرآن اللہ نے سات آیتوں میں جوڑ دیا یعنی اگر کوئی جاننا چاہے کہ پورے قرآن میں کیا بیان ہوا ہے تو ان سات آیات سمجھ لے اسے سمجھ آجائے گی کہ پورے قرآن میں اللہ نے کیا گفتگو کی ہے یہ قرآن کا خلاصہ ہے۔

نزول کے اعتبار سے یہ کافی عرصہ بعد نازل ہوئی لیکن حضور علیہ السلام نے اس کو پہلے رکھا۔ یہ آپ کا امتیاز ہے یہ حضور علیہ السلام کا اختیار ہے کہ آپ نے جس سورۃ کو جہاں چاہا وہاں رکھا سورۃ فاتحہ کو حضور نے اٹھا کر قرآن پاک کے شروع میں رکھ دیا باقی سورتوں کو ترتیب بعد میں دی اللہ اکبر یہ فضیلت ذہن میں ہوتا کہ سورۃ فاتحہ کو پڑھتے ہوئے پتہ ہو کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ یہ کتنی بڑی سورۃ ہے اور اللہ بارگاہ میں اس کا کتنا بڑا درجہ اور مقام ہے۔

تعوذ اور تسمیہ اچھی طرح پڑھ لیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم ہے کہ شیطان سے پناہ مانگی جائے۔

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سے اس کو شروع کیا جائے تو **بِسْمِ اللهِ الرَّ حْمٰنِ الرَّحِيْمِ** بھی پڑھی جائے باقاعدہ تعوذ اور تسمیہ پڑھی جائے۔

بعض بزرگوں نے یوں لکھا اصل میں نماز کا آغاز سورۃ فاتحہ سے ہوتا ہے ثناء پڑھنا سنت کریمہ ہے آقا ﷺ کی سنت ہے حضور نے اس کو پڑھا لیکن نماز کا فرض حصہ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے اصل میں نماز شروع ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی (Direct) ڈائریکٹ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** سے شروع کر دے تو نماز ہو جائے ثناء، تعوذ اور تسمیہ نہ بھی پڑھے اور سورۃ فاتحہ سے شروع کر دے

تو نماز ہوجائے گی نماز شروع ہوجائے گی لیکن بہتر ہے کہ سورۃ مبارکہ سے پہلے تعوذ پڑھی جائے شیطان سے پناہ لی جائے کیونکہ اس بد بخت کے جو جھانسے ہیں اللہ تعالی اُس سے محفوظ کرلے پھر ساتھ ہی بسم اللہ بھی پڑھی جائے۔

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا:

”اسم اعظم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے“

اسم اعظم یعنی وہ لفظ جس سے سارے کام ہوجاتے ہیں۔ وہ لفظ جس کو پڑھنے سے ہر مشکل حل ہوجاتی ہے فرمایا کہ جو کام کا آغاز بسم اللہ سے کرتا ہے۔ اللہ تعالی وہ کام کبھی رکنے نہیں دیتا وہ کام ضرور ہوجاتا ہے ضرور بسم اللہ پڑھی جائے اور پھر آپ نے ایک اور بات ارشاد فرمائی:

”قرآن کے سارے علوم سورۃ فاتحہ میں ہیں فاتحہ کے سارے علوم **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** میں ہیں اور **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** کے سارے علوم بسم اللہ کی با میں ہیں با کے سارے علوم اس کے نیچے جو نقطہ ہے۔ اس میں ہیں اور وہ نقطہ علی ہے تو کچھ اس طرح بھی آپ نے اس کو بیان کیا سورۃ فاتحہ سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا اہتمام ہر بار ہونا چاہئے اللہ نے آغاز کیا۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

اللہ تعالی نے نماز کے اندر نمازی کو اپنا تعارف پیش کیا ہے یعنی یہ اللہ کی اور اُس کے بندے کی پہلی گفتگو ہے۔ سب سے پہلی گفتگو یہ آیت ہے اللہ نے بندے کو اپنی پہچان کے لیے پہلا تعارف بیان کیا تا کہ بندے کو پتہ چلے میں کون ہوں ایک تو فرمایا:

کہ الحمداللہ تم کھڑے ہوگئے ہو میرے سامنے وضو کر لیا ہے نماز بھی پڑھنا شروع کر دی ہے۔ لوگ تمہیں نیکی کی طرف آتے ہوئے۔ تعریف بھی کریں گے۔ لوگ تمہارے حُسن کی تعریف کر سکتے ہیں۔ تمہاری تلاوت کی تعریف کر سکتے ہیں تمہارے خاندان کی تعریف کر سکتے ہیں۔ تمہاری جوانی کی تمہارے چہرے کی خوبصورتی کی تعریف ہوسکتی ہے لباس کی تعریف ہوسکتی ہے لیکن یاد رکھنا ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں یہ جو پہلا یہ جملہ ہے یہ انسان کے اندر سے تکبر ختم کرتا ہے الحمداللہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ایک یہ زاویہ ہے دوسرا یہ زاویہ ہے کہ تعریفوں کے لائک کچھ ایسی ہستیاں ہوتی ہیں جن ہستیوں کو کچھ خاص رحمت ملی ہوتی ہے یا جو بہت بڑا کام کرتے ہیں تعریف انہی کی ہوتی ہے تو اللہ آگے اپنے اس کام کا ذکر کر رہا ہے کہ میں نے جو کام کیا ہوا ہے میں اسی لیے تعریف کے لائک ہوں رب العالمین میں تمام عالمین کو پالنے والا ہوں مجھے دھیان سے سمجھ لو میرا تعارف تم تک آرہا ہے میں تمام عالمین کو پالنے والا ہوں تو اے بندے! اگر میں تمام عالمین کو پال سکتا ہوں تو تجھے کیوں نہیں پال سکتا تیرا رزق بھی میرے پاس ہے تو کیوں پریشان ہوتا ہے یہاں تک پڑھتے پڑھتے بندے کے دل میں ہر شے کلیئر (Clear) ہوجاتی ہے کہ مولا تُو تو سارے عالمین کو پال رہا ہے تو میرا رزق بھی تیرے ہی پاس ہے حد کردی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

میں اپنا تعارف پیش کیا کہ اے بندے! اگر میں سولہ ہزار جہانوں کو پال سکتا ہوں تو ایک چھوٹا سا تیری کیا اوقات ہے میرے سامنے میں تجھے بھی پال سکتا ہوں۔

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے دو صفاتی نام رحمٰن بھی اور رحیم بھی پیش کیے گئے۔ رحمٰن رحمت کرنے والے کو کہتے ہیں رحیم بھی رحمت کرنے والے کو کہتے ہیں لیکن سوچنا پڑے گا کہ یہ دونوں لفظ یہاں کیوں لگا دیئے مطلب دونوں کا ایک جیسا ہے رحمٰن کی مطلب بھی رحمت کرنے والا ہے رحیم کا مطلب بھی رحمت کرنے والا ہے اس میں اندازہ ذہن میں رہے تا کہ دونوں لفظوں کا اہمیت کا پتہ رہے۔

رحمٰن اللہ کی وہ صفت ہے جو اس نے اپنی تمام مخلوقات پر ڈالی ہے یعنی اللہ رحم کرتا ہے تو پھر تخصیص نہیں کرتا پھر کوئی ہندو ہے کوئی سکھ ہے کوئی مسلمان ہے کوئی یہودی ہے کوئی بھی ہے اللہ سب کو رزق دے رہا ہے سب کو روٹی پانی دے رہا ہے۔ سب کو زندگی دے رہا ہے کسی کے لیے کسی کو کوئی تکلیف دینا اللہ کو گوارہ نہیں یہ اللہ کا نام نامی رحمٰن ہے جس نے تمام کو یہ کرم اور فضل دیا ہے۔

رحیم جو ہے یہ اللہ کا نام تو ہے لیکن اس کا اظہار ابھی اللہ نے نہیں فرمایا:

اللہ اس کا اظہار قیامت کے دن فرمائے گا اور اس دن صرف مومنوں کے لیے مسلمانوں کے لیے وہ رحیم بن جائے گا۔ اس دن کسی کافر کو ایک پانی کا گھونٹ بھی نہیں دیا جائے گا۔ اس دن کسی کافر کی طرف کوئی نظر کرم کوئی رحمت نہیں جانے دی جائے گی اللہ کی صفت رحیم اس دن لوگ دیکھیں گے آج دنیا میں اللہ کی صفت رحمٰن دیکھ رہے ہیں تو اللہ فرمار ہا ہے کہ میں رحمت کر رہا ہوں سانپ بھی پل رہا ہے شیر بھی پل رہا ہے چیونٹی بھی پل رہی ہے ہاتھی بھی پل رہا ہے کسی کا اللہ رزق نہیں روکتا سورج کو کوئی حکم نہیں ہے کہ فلاح شہر کے اوپر تم نے نہیں چمکنا فلاح شہر پر تم نے چمکنا ہے نہیں سورج کو حکم ہے سب کو ایک جیسی روشنی دو جب بارش برستی ہے تو سب کے اوپر برستی ہے تو یہ صفت رحمٰن ہے اللہ کی جو دنیا میں اس وقت چل رہی ہے رحیم کی صفت جو ہے وہ انشاءاللہ قیامت کے دن لوگ دیکھیں گے۔ اللہ اکبر

جب یہ کہا میں رحمٰن ہوں رحیم ہوں تو یہ اللہ کا دوسرا تعارف آیا۔

پہلا تعارف تھا وہ تمام جہانوں کا مالک ہے پالنے والا ہے۔

دوسرا تعارف یہ ہے کہ رحیم ہے اور رحمٰن ہے بڑی رحمت کرتا ہے۔

آ قاﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ کی رحمت اس کے غضب پر بھاری ہے وہ اپنی رحمت زیادہ کرتا ہے اگر آپ کبھی غور کریں اللہ کے ننانوے نام لکھے ہیں قرآن پاک میں شروع میں اور بھی کروڑوں ہیں نام ان ننانوے ناموں میں ۹۸ نام رحمت کے ہیں ایک نام صرف عذاب کا ہے جبار غصے والا بس باقی جو ہے سارے نام اس کی رحمت کے ہیں اس کے کرم کے ہیں لہٰذا اللہ کی رحمت اور کرم سورۃ الفاتحہ کی دوسری آیت سے سمجھ آتی ہے کہ مولا تو کتنا رحیم اور رحمٰن ہے تو بخشنے والا ہے۔

یہ دوسرا تعارف پھر تیسرا تعارف کروایا:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

دیکھو میں رحمٰن ہوں رحیم ہوں اس میں کوئی شک نہیں ہے پالنے والا بھی ہوں سب کچھ دیتا ہوں میری طرف سے ہی آئے گا جو بھی آئے گا لیکن صرف اتنا ذہن میں رکھو صرف رحمانیت کو ہی نہ لے کر نہ پھرتے رہنا **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** میں قیامت کے دن کا مالک بھی ہوں **یوم الدین** حساب کا دن اس دن کی تمام کنجیاں اور چابیاں میرے ہاتھوں میں ہیں یعنی یہاں آ کر اللہ تعالیٰ نے زاویہ بدل دیا۔ یہ کہا رحمت پر ہی جو لوگ تکیہ کر لیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے اور نماز روزہ نیکی کی توفیق اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ ملنا ملانا۔ قرآن پاک کے معاملات وہ کہیں گے کہ اللہ تو بخشنے والا ہے معاف کرنے والا ہے لہٰذا ضرورت کوئی نہیں ہے موج کرو کھاؤ پیئو اللہ بخش دے گا فرمایا:

کہ یہ میں دوسرا زاویہ بیان کر رہا ہوں کہ میں صرف رحمٰن اور رحیم نہیں ہوں میں قیامت کے دن کا مالک بھی ہوں۔

اور قیامت کا دن آ قاﷺ نے ارشاد فرمایا:

پچاس ہزار سال لمبا، طویل دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اس قدر سخت دن کہ سورج سوا نیزے پر زمین تانبے کی طرح تپتی ہوئی لوگ اپنے ہی پسینے میں ڈوبے ہوئے ہر بندہ اپنے اعمال کے ہاتھوں پریشان ہر بندہ نفسی نفسی پکارتا ہوا ماں باپ کو اپنے بچوں کی شکل بھول جائے گی بچوں کو اپنے ماں باپ کی شکل بھول جائے۔ اس قدر سخت دن جس کا قرآن پاک کے اندر تقریباً ہزار سے زیادہ آیتوں میں ذکر ہے۔ انسان کہے اس دن مسئلہ ہی کوئی نہیں کیا ضرورت ہے اللہ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے باقاعدہ ترازو لگائے جائیں گے۔ اللہ کے تمام فرشتے زمین پر اتر آئیں گے قطاریں لگائی جائیں گی اور ان کے ہاتھوں میں نامہ اعمال پکڑا دیئے جائیں گے نبیوں کو کھڑا کیا جائے گا تمام مخلوقات حساب کے لیے کھڑی کر دی جائے گی تو وہ دن کوئی مذاق تو نہیں ہے۔

عقیدہ آخرت یاد رکھیئے!!!!!

یہ ایسا عقیدہ ہے جس نے دنیا میں آ کر اسلام کو زندہ رکھا ہوا ہے باقی کسی مذہب کے پاس عقیدہ آخرت نہیں ہے اسلام کے پاس عقیدہ آخرت ہے ہمارے پاس accountability کا concept ہے، ہم تصور رکھتے ہیں کہ کل کو ہم سے پوچھ ہونی ہے، ہم کوئی شتر بے مہار نہیں ہیں جدھر مرضی منہ اٹھاؤ چل پڑو نہیں ہماری پوچھ ہو رہی ہے ہماری نگرانی ہو رہی ہے ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔ ہمیں کل کو پوچھا جائے گا۔ محترم کہاں زندگی گزاری کتنا علم حاصل کیا کتنا مال کمایا کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا بڑھاپا کیسے گزارا جوانی کیسے گزاری سات سوال آ قاﷺ نے ارشاد فرمایا:

" قیامت کے دن سات سوال پوچھے جائے گے اور سات سوالوں کا جواب دیئے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھا پائے گا۔"

اَوَّلُ مَا يُحَاسِبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ

پہلا سوال نماز کا ہوگا۔

نماز پوری ہے کہ نہیں پہلے اس کا رجسٹر کھولو ذرا باقی کام بعد میں پہلے نماز نکالو نماز پوری ہے تو آگے بات ہوگی نہیں ہے پوری بند کر دو اٹھاؤ دوزخ میں الٹا لٹکا کے پھینک دو اگر پوری ہے ٹھیک ہے۔ اب اگلی بات پہ آئیں علم حاصل کیا تھا؟ کون سا علم مولا میں نے کیمسٹری فزکس پڑھی نہیں۔ نہیں وہ نہیں میں پوچھ رہا ہوں قرآن وحدیث کا علم پڑھا تھا؟ اگر آ گیا جواب تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر پھینک دو کہا بتاؤ اچھا علم حاصل کیا کتنا عمل کیا تو یہ تمام سوالات اللہ معاف فرمائے کوئی مذاق ہیں۔ یہ اسلام کا ایک ایسا ستون ہے جس نے اسلام کو زندہ رکھا ہوا ہے عقیدہ آخرت ہندوؤں میں کوئی عقیدہ آخرت نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سات جنم ہوتے ہیں ابھی آپ انسان ہیں ہوسکتا ہے اگلے جنم میں آپ درخت ہوں اگلے جنم میں ہوسکتا ہے انسان کتا بن جائے اس سے اگلے جنم میں بھینس بن جائے اس سے اگلے جنم میں سانپ بن جائے وہ کہتے ہیں کہ سات جنموں کے بعد انسان ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ یہودیت کے پاس کوئی عقیدہ آخرت نہیں ہے وہ کہتے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی بخشے ہوئے ہیں۔ ہزاروں نبی ہمارے اندر آئے ہیں۔ ہم کیسے حساب کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں عیسائیت بھی یہی کہتی ہے صرف واحد اسلام ہے جو کہتا ہے نہیں تم سے ایک ایک لمحے کی پوچھ ہوگی **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** میں اس

دن کا مالک ہوں مجھے رحمٰن اور رحیم سمجھ کے ہر شے چھوڑ نہ دینا تو یہ مسلمانوں میں بہت زیادہ ایک بے عملی نظر آتی ہے عمل مسجدیں ویران نظر آتی ہیں اور قرآن الماریوں میں سجے نظر آتے ہیں ایک بے عملی ہے ۔رمضان میں بھی آپ دیکھ لیں کیا حال ہے نیند پوری ہو رہی ہے ٹکا کے تراویح چھوڑی جا رہی ہیں فرض روزے چھوڑے جا رہے ہیں نمازیں چھوڑی جا رہی ہیں ایک بے عملی چھائی ہوئی ہے لوگوں پر کیوں اللہ بہت بخشنے والا ہے بس فالتو میں مولوی ڈراتے رہتے ہیں لہٰذا جاؤ نماز پڑھو اللہ بخش دے گا اسے سمجھایا جائے کہ پانچ نمازیں میرا نبی پڑھ پڑھ کر ہلکان ہو گیا حضور جمعے پڑھا پڑھا کر آپ نے حد نہیں کی کوئی آپ نے قرآن کی تفسیریں پڑھ پڑھ کے زندگی گزاری ہے میرا نبی عمل کا شہنشاہ ہے حضور نے عمل کی حد کر دی ہے اور یہ کہتا ہے کہ بغیر عمل کے بخشش ہو جائے عمل کی زندگی اصل زندگی ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت پر نہ نوری ہے نہ ناری ہے

کوئی انسان جنتی یا دورخی نہیں ہے اس کے عمل اس کو جنتی یا دوزخی بناتے ہیں تو عقیدہ آخرت بہت بڑا عقیدہ ہے جس کو اسلام میں اللہ نے اس آیت میں پیش کر دیا کہ میں وہاں حساب لوں گا پوچھا جائے گا اللہ اکبر !!!!!

حضرت صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا:

"جب سے مجھے نبی نے آخرت کی باتیں سنائی ہیں میرا دل چاہتا ہے کاش ابوبکر پیدا ہی نہ ہوا ہوتا کاش ابوبکر ایک تنکا ہوتا کاش ابوبکر کبھی ہوتا ہی نہ تا کہ اس سے حساب بھی نہ ہوتا۔"

بلکہ فاروق اعظم نے اس سے بھی آگے بات کر دی کاش عمر ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔(سبحان اللہ) حد کر دی پیار بھی دکھا دیا اور اپنا عقیدہ آخرت بھی واضح کر دیا صدیق اکبر سے محبت کا اظہار بھی کر دیا اور اپنا عقیدہ آخرت بھی بیان کر دیا کہ کاش عمر ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا اور ابوبکر اس کو ہاتھ پھیرتے ہوئے توڑ دیتے اور مجھ سے کوئی سوال جواب نہ ہوتا تو انسان جو زیادہ تر بے عمل ہوتے ہیں نہ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمیں عجیب وغریب غلط فہمی ہے۔

پانچ نمازوں کا ایک نظام اللہ نے دیا ہوا ہے ہر سال حج آتا ہے رمضان کے روزے آتے ہیں۔لیلۃ القدر آتی ہے شب معراج آتی ہے شب برأت آتی ہے زکوۃ کا ایک پورا سسٹم ہے اسلام کے اندر نیکیوں اور برائیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے قرآن کی آیات میں اللہ نے ہر شے کھول کے رکھ دی ہے جس میں جنت دوزخ کے تمام معاملات بتائے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ معاف کرے مذاق ہے پھر اگر بے عملی سے ہی سب کچھ ہو جانا ہے کو کیا ضرورت ہے اتنے بڑے نظام کی اتنا بڑا سسٹم بنانے کی اللہ کو کیا ضرورت تھی۔ یہ سورج چاند ستارے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی جاؤ موج کرو زیادہ تر بے عمل لوگ اس لیے ہوتے ہیں ان کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہماری تو بخشش بڑی اچھی طرح ہو جائے گی پھر حضورﷺ کی شفاعت کے حوالے سے بھی غلط تصور پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ گاروں کے لیے ہوگی شفاعت سے میں بخشوالوں گا لیکن یہ حضور کا اپنا ایک تخصیص کا سلسلہ ہے ہمیں اور آپ کو عمل کرنا ہے ۔وہ نبی کا اختیار ہے جو حضور نے بیان کیا احضور بخشوا لیں گے لیکن اگر کوئی عمل ہی نہیں کرتا ہے۔

ایک طرف یہ گفتگو ہے ہمیں بخشوایا جائے گا اور شفاعت بھی ہو جائے گی دوسری طرف حضور کا وہ ارشاد کوئی نہیں سنتا کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس نے کافروں والا کام کیا اچھا اس طرف نہیں کوئی آئے گا یہ ضرور کہے گا کہ حضور نے بخشوا لینا ہے ورایک طرف وہی نبی کہہ رہا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کافروں والا کام کیا تو یہ بے عملی اللہ نے اس آیت سے اڑا کے رکھ دی کہ فنا کر دی جتنے دنیا میں بے عمل ہے نہ وہ چھلانگیں لگاتے پھرتے ہیں۔ **مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ** سے دھجیاں اڑا دی ان کی اور ایسے دو نمبر لوگ جو کہتے ہیں نہیں یہ تو ہماری دل کی نماز ہے بلکہ میرا ایک بچہ تھا شاگرد وہ مجھے کہنے لگا سر مجھے ایک ایسے پیر صاحب بھی ملے ہیں میں نے ان سے کہا کہ آپ نماز نہیں پڑھتے تو وہ مجھے کہنے لگے کہ میں تو ابھی کلمے سے ہی نہیں نکلا جس دن کلمے کی سمجھ آئے گی تو میں نماز میں آؤں گا تو یہ تمام وہ لوگ ہیں جو **مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ** کے لفظ کو سمجھ نہیں پائے۔ ان کو اندازہ ہی نہیں کہ ان کے ساتھ ہونے والا کیا ہے اس قدر اسلام عمل پر زور دیتا ہے حضور علیہ السلام آپ نماز کی سعادت حاصل کر کے فجر پڑھ کر گھر آئے فاطمہ الزہرہؓ سے آپ روز ملتے فجر پڑھ کے آپ اپنی صاحبزادی کے پاس آتے بیٹھتے گفتگو رہتی تو پھر آپ تشریف لے جاتے تو دیکھا کہ آپ تہجد پڑھ کر زرہ لیٹی ہوئی ہیں تو حضور کو یہ گوارہ نہ ہوا تو آپ نے اپنی چارپائی کے ساتھ پاؤں کو زور سے ٹکرا دیا اور فرمایا اے فاطمہ!!! اٹھ نماز پڑھ محمدﷺ کی بیٹی ہونا تجھے بخشوا نہیں سکے گا۔عمل کی تو یہاں تک حد ہو گئی نبی اپنی بیٹی کو کہہ رہا ہے کہ نماز پڑھ اگر تو نماز نہیں پڑھے گی تو تجھے محمد کی بیٹی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

یہاں پیر صاحب کہتے ہیں میں نماز نہیں پڑھوں گا کلمے کی سمجھ آئے گی تو نماز پڑھو گا تو ایسے شخص کو کیا الٹا نہ لٹکا دیا جائے کہ اللہ کے حکموں کا اتنا مذاق اڑاتے ہو تو ایسے ایسے عجیب لوگ ہوتے ہیں اللہ کے حکم ہیں یہ ایک نظام ہے سسٹم ہے تو فرمایا **مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ** صرف اتنا نہ جملہ پڑھا جائے کہ میں قیامت کے دن کا مالک ہوں نکل گئے آگے کیا مالک ہے اندر بات کیا ہے معاملات کیا ہیں کیسے مالک ہے؟؟؟

وہ پورا پتہ کیا جائے۔ قبلہ عالم ایک بار جماعت کرواتے ہوئے یہیں پر مالک یوم الدین پر آئے تو آپ نے اس کو دہرانا شروع کر دیا مغرب یا عشاء کی نماز میں **مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ** اتنی دفعہ فرمایا یہاں تک کہ آپ کی ہچکی بن گئی رونے لگے روتے رہے یہاں تک کہ اتنا روئے اتنا روئے پوری جماعت رو پڑی کہ ہم سب جو پیچھے کھڑے تھے ہم سب کی چیخیں نکل پڑیں اس کے بعد نماز کا جو مزا آیا۔ وہ آج تک قائم ہے۔ہمیں پتہ ہی کوئی نہیں ہے کہ ہم پڑھ کیا رہے ہوتے ہیں اللہ یہاں تک آتے آتے انسان کی روح فنا ہو جاتی ہے اگر وہ صحیح پڑھے تو اللہ اکبر اب یہاں تک جو ہے یہ جو میں نے ابھی یہاں تک پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

یہ تین آیتیں ہیں یہ اللہ کا تعارف ہیں یہاں تک اللہ نے اپنا تعارف کروایا اس کے بعد انداز بدل دیا اس کے بعد کہا اے میرے بندے اب میری باتیں ختم ہوئی اب میں کچھ تیری باتیں کرلوں اب میں تیری طرف آتا ہوں۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

اب بندے کی طرف سے اللہ نے خود ی کلام کیا یہ بھی دیکھیں کیسی کرم نوازی ہے اس کی کہ خود رب ہے اور خود ی بندے کو آداب سکھا رہا ہے ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں درمیان میں پیغام دیا ہے لیکن خاموش پیغام ہے دکھایا نہیں لیکن اندر Message ہے اور وہ یہ ہے اے میرے بندے اب میں تیری زبان بولنے لگا ہوں تیرا رب ہو کے تجھے بتانے لگا ہوں کہ میرے سامنے تو نے اب کیا کہنا ہے تو مجھے روز کہا کر ہم تیری عبادت کرتے ہیں مولا پہلے تین تیرے تعارف پڑھ لیئے مجھے سمجھ آ گئی تو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے تو قیامت کے دن کا مالک ہے تو مولا پالنے والا ہے مولا اب پہلا جو میری طرف تیرا تعارف ہے جو میرا تیرے ساتھ پہلا کلام ہے میں اعتراف کرتا ہوں تو رب العالمین ہے تو رحمٰن ہے رحیم ہے تو **یوم الدین** کا مالک ہے میں بھی مولا اس اعتراف میں تیری عبادت کرتا ہوں میں بھی تیرے سامنے جھکتا ہوں میں بھی تیرے سامنے اپنا سر رکھتا ہوں میں بھی تیرے سامنے رکوع کرتا ہوں میں بھی التحیات پڑھتا ہوں مولا میں بھی مان گیا تو واقعی میرا رب ہے یہ اعتراف کرلیا **اِیَّاکَ نَعْبُدُ** کہہ کر کہ مولا تو بالکل ٹھیک کہتا ہے تو اسی قابل ہے کہ تیری عبادت کی جائے اور میں تیری عبادتکرتا ہوں یہ حد ہوگئی یہ پہلے جملے یہ بندے کا اپنے رب سے پہلا کلام ہے **ایاک نعبد** ہم تیری عبادت کرتے ہیں اب اس میں ایک بڑا لطیف نقطہ ہے اس میں ہم کا لفظ ہے کیوں ہم کہا اگر عمر صاحب پڑھ رہے ہیں اکیلے پڑھ رہے ہیں یہ کیوں ہم کہے گے ہم کا مطلب زیادہ زیادہ لوگ نماز پڑھیں تو ہم کہنا چاہیے جماعت کے اندر ہیں اگر اگر ہم اکیلے پڑھ رہے ہیں تو اسی طرح عثمان صاحب ذیشان صاحب ہیں اکیلے پڑھ رہے ہیں تو کیوں ''ہم'' کہتے ہیں ایسا تو نہیں ہونا چاہیے تھا اللہ ایسا لفظ کیوں لگا رہا ہے جو بظاہر غلط ہے کہ تیری عبادت کرتے ہیں وہ تو اکیلا ہے تو ہم کا لفظ کیوں کہہ رہا ہے؟ اللہ نے راز کی بات بیان کردی کہ تو دیکھ رہا کہ تو اکیلا ہی کھڑا ہے لیکن میں اُوپر سے دیکھ رہا ہوں۔ گوجرانوالہ میں تو ہے لاہور میں بھی ایک بندہ کھڑا ہے پوری دُنیا میرے سامنے ہے اس وقت میں میرے کتنے ہی بندے ایسے ہیں جو عبادت می ہیں تو اے بندے تو یوں کر میں تجھے ایک فارمولا دیتا ہوں اور وہ فارمولا یہ ہے کہ تو اکیلا پیش کرے گا ہوسکتا ہے کہ تیری عبادت میں کوئی غلطی ہو، تیری عبادت میں وضو ٹھیک نہ ہو، کوئی مسئلہ ہو، کوئی ایسا معاملہ ہو کہ تیری عبادت میں قبول نہ کروں چونکہ اُس میں غلطی کوتاہی ہے ہوسکتا ہے میں اُسے رد کردوں لیکن تو ایسا کہہ مولا میں اکیلا تو ہوں ہی نہیں میں تو ہم کہہ رہا ہوں ہم تیری عبادت کرتے ہیں تو جتنے بندے اُس وقت عبادت کررہے ہوں گے اُن کے ساتھ تیری عبادت جڑ جائے گی تو کسی ایک کی تو میں نے قبول کرنی ہے جب کسی ایک کی عبادت قبول کی جائے گی تو سب کی قبول ہوجائے گی تو اللہ نے یہاں ہم کا لفظ استعمال کیا کہ مولا ہم تیری عبادت کرتے ہیں کہ ساری دُنیا کے عبادت گزاروں کو ملا لیا میرے کتنے ولی اس وقت کھڑے ہیں، کتنے مفسر کھڑے ہیں، کتنے محدث نماز پڑھ رہے ہیں، کتنے بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں، کتنے کعبہ میں نماز پڑھ رہے ہیں کتنے مسجد نبوی میں پڑھ رہے ہیں، کتنے بیت المقدس میں نماز پڑھ رہے ہیں اللہ کے اس وقت کتنے ہی بندے ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں تو اکیلا نہ پڑھ قبولیت کے لئے فرمایا تو اکیلا نہیں بلکہ تو سب کے ساتھ آجا میں تیری نماز قبول کرلوں گا وَ **اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** واؤ لگایا تاکہ جملہ الگ ہوجائے وَ **اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف بندے کا دوسرا کلام ہے سب سے پہلے عبادت کا اعتراف کیا دوسرا اعتراف یہ کیا کہ مولا تیرے بغیر میں کچھ نہیں کرسکتا تو ہی مجھے زندگی دے رہا ہے تو ہی مجھے فضل دے رہا ہے مولا میں تیری مدد چاہتا ہوں میں رات سویا صبح اٹھا تو نے مدد کی میں رزق حلال کما رہا ہوں تو مدد کررہا ہے میرا سلسلہ روزگار ہے میرا گھر چل رہا ہے مولا تیری مدد سے چل رہا ہے تو میں اعتراف کرتا ہوں کہ مولا میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں تو مجھے اپنی مدد دے تو مجھے اپنی مدد سے دور نہ کرنا۔

آقا علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ کی مدد کو طلب کرتا ہے اللہ اُسے ضرور مدد دے دیتا ہے۔''

اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو خالی ہاتھ لوٹائے دُنیادار سے مدد مانگیں تو وہ کہتا ہے کہ نہیں میں نہیں مدد دے سکتا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اُس سے اگر کوئی مدد مانگے اور وہ مدد نہ دے۔

مسجد نبوی شریف میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو صحابہ اکرام کے دو حلقے لگے ہوئے تھے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے رک گئے اور دیکھا کہ جو ایک حلقہ ہے وہ اللہ کا ذکر کررہا تھا اور دوسرا حلقہ دین کے مسائل دین کی گفتگو دین کی باتیں کررہا تھا۔ آقا علیہ السلام نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر آپ دین کے مسائل والے حلقے میں تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

کہ اللہ کا ذکر کرنے والے بہت اچھا کام کررہے ہیں لیکن دین سیکھنا اور سکھانا یہ نبیوں کی ڈیوٹی ہے اس لیے مجھے دین کا حلقہ زیادہ پسند ہے۔

تو الحمدللہ آپ ہر روز یہاں تشریف لاتے ہیں دین کے اس حلقے میں بیٹھتے ہیں باتیں سیکھتے ہیں پڑھتے ہیں سمجھتے ہیں، سنتے ہیں یہ خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے زندگی میں یہ توفیق بخشی ہے جس انسان کو اپنے عیب پتہ چلنا شروع ہوجائیں اپنی غلطیوں کا پتہ چل جائے یہ اُس انسان پر اللہ کی رحمت کی علامت ہے جس کو اپنے عیبوں کا ہی پتہ نہ چلے اور اپنی غلطیوں کا ہی اُس کو اندازہ نہ ہو تو وہ ساری زندگی غلطیاں کرتا رہتا

ہے۔دین سیکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی غلطیوں کا پتہ چلتا ہے اور اس کو اپنی اصلاح کا موقع ملتا ہے اور اس کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ میری کس کس جگہ کوتاہی ہے کس کس جگہ میں غلط ہوں اب مجھے اصلاح کرنی چاہیے ایک سوچ اور فکر دین کا حلقہ ہی پیدا کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دنیا میں وہ لوگ جو دین کے حلقوں میں بیٹھتے ہیں شائد مسجدوں کے نمازی بھی اس جگہ نہ پہنچ سکیں جہاں دین کے حلقوں میں بیٹھنے والے پہنچ جاتے ہیں۔اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان دین کے حلقے میں اللہ کی محبت میں اللہ کے پیار میں دین سیکھنے کے لیے بیٹھتا ہے تو اللہ اس کے لیے راستے آسان کر دیتا ہے۔وہ راستہ جو بڑے سالوں کی محنت کے بعد ایک بغیر دین سیکھا ہوا نمازی چالیس سال میں حاصل کرتا ہے دین سیکھا ہوا اس کو چھ مہینوں میں حاصل کر لیتا ہے۔اس لیے کہ دین سیکھے ہوئے کے پاس بہت سارے طریقے ہیں۔اس کو پتہ ہے کہ کس جگہ سے میں اللہ کو راضی کروں تو وہ جلدی راضی ہو جاتا ہے ہمیشہ دین کے حلقوں کی یا دین کی مجلسوں کی طلب ہونی چاہیے اور ان کے اندر بیٹھنے کا ذوق اور شوق رہنا چاہیے۔علم جتنا آ جائے تھوڑا ہے جتنا آ جائے کم ہے کوئی یہ کہے میں تو چونکہ بڑی دیر سے حلقوں میں بیٹھتا ہوں۔لہٰذا مجھے ضرورت نہیں رہی تو اسی دن صفر ہو جائے گا کیونکہ ہر آنے والا دن اس کے لیے نئی آزمائش ہے۔اگر دین سیکھے گا تو زیادہ آسانی زندگی میں پیدا ہوگی۔

تیری نماز بے سرور کے موضوع پر ہمارا گفتگو کا آغاز ہو چکا ہے نماز کے موضوع پر گفتگو جاری ہے یہ عرض کیا گیا تھا کہ نماز کے مسائل سیکھنے چاہیے۔

''نماز کا ایک مسئلہ سیکھنا ساٹھ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔''

لہٰذا نماز کے مسائل جاننا نماز کی چیزوں کو سمجھنا یہ بڑی ہی اللہ والوں کے ہاں مقبول بات دیکھی گئی ہے کہ وہ ضرور نماز کے مسائل بیان کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُوَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف سے کلام کرتے ہوئے فرمایا:

یہ پہلا کلام ہے اللہ کی طرف بندے کا کہ **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ** مولا میں تیری عبادت کرتا ہوں

دوسرا کلام ہے **اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن** مُولا میں صرف عبادت ہی نہیں کرنا چاہتا مولا میں تیری مدد بھی چاہتا ہوں تو مجھے اپنی مدد دے۔

تو آیئے مدد کے حوالے سے چند باتیں میں عرض کر دوں اللہ تعالیٰ کی مدد اگر کوئی نہ بھی مانگے تو بھی اللہ اس کو مدد دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی شان کریمہ یہ ہے کہ وہ ہر ایک کو اپنی مدد سے نواز رہا ہے بھوکے کو کھانا دینا اس کی مدد ہے ، پیاسے کو پانی پلانا اس کی مدد ہے ، بیمار کو شفا دینا اس کی مدد ہے، کسی دکھ والے کا دکھ دور کر دینا اس کی مدد ہے ،قرض والے کا قرض ادا کر دینا اس کی مدد ہے اس کی مدد ہر حالت میں انسان کے ساتھ ہے بلکہ یوں سمجھ لیں اگر آپ نے سانس اندر لیا ہے یہ جو باہر آ گیا ہے۔یہ بھی اسی کی مدد ہے۔اس نے تیرے جسم کو مدد دی تیرے دل کو دھڑکایا یہ جو سانس باہر آیا ہے۔یہ بھی اس کی مدد کی وجہ سے ہے تو اللہ ہر حالت میں اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔سورج کی روشنی اس کی مدد ہے چاند کی ٹھنڈک اس کی مدد ہے ٹھنڈی ہوا اس کی مدد ہے سخت دھوپ بھی اس کی مدد ہے تا کہ پھل پک جائیں فصلیں پک جائیں تو آپ اللہ کی مدد کو کسی حالت سے بھی باہر نہیں کر سکتے بلکہ تجھے موت دینا بھی اسی کی مدد ہے۔اب اس کا دکھ اس حد تک پہنچ گیا کہ موت کے سوا چارہ نہیں ہے تو تجھے موت دے دی بعض ایسے بھی ہمیں کہ اگر سخت بیماری میں ہوتے ہیں کہ لوگ خود کہتے ہیں مولا بابے کو اب موت دے دیں لیکن موت نہیں آتی تو

اس لیے بزرگوں نے فرمایا:

کہ اس نے تم پر کتنا احسان کیا کہ اس نے تمہیں موت دے دی۔ورنہ بیماری میں تم کب تک ایڑیاں رگڑتے رہتے۔چار لوگوں کے ساتھ تیرا جنازہ اٹھنا بھی اس کی مدد ہے۔تیرا جنازہ چند لوگوں کا پڑھنا بھی اسی کی مدد ہے پھر ان لوگوں کا تجھے قبر میں اتارنا اور پھر باہر کھڑے ہو کے تیرے لیے دعا مانگنا بھی اسی کی مدد ہے تو مدد اسی کی ہے بعض اس مخمصے میں پڑ جاتے ہیں اگر میں نے کسی دنیادار سے مدد مانگی تو یہ شرک ہو جائے گا اور شرک کے لفظ کو وہ بہت ہلکا خیال کرتے ہیں اور عام لوگوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے کہ فوراً شرک کا لفظ بول دیتے ہیں جبکہ علماء اس لفظ کو بولنے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں۔اتنا بڑا لفظ جس کو عام انسان عام لوگ بولتے وقت سوچتے ہی نہیں ہیں شرک کا لفظ بولنا ان کے لیے بڑا آسان ہوتا ہے۔یہ سخت ترین ظلم ہے انسان کسی کے اوپر شرک کے فتوے لگائے حالانکہ اس کی اپنی کوئی اوقات نہ ہو۔

تو مدد کو بعض اس طرح سے لے جاتے ہیں چونکہ اللہ نے قرآن میں بندے کی طرف سے کہا ہے۔مولا تو میری مدد فرما **اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن** ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں مانگتے ہیں تو میں نے ابھی عرض کر دیا کہ ساری مدد اللہ ہی کی ہیں لیکن وہ اس کے لیے وسیلے بناتا ہے اس کی کسی کو بھی مدد بغیر وسیلے کے عطا ہو ہی نہیں سکتی۔یہ اصول ہی نہیں ہے وہ ضرور مدد کرتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں اس نے بندے کو کہہ دیا ہے کہ تو نہ بھی مانگتا میں پھر بھی تیری مدد کرتا اب جو کافر ہیں وہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہی نہیں ہیں۔وہ کہتے ہی نہیں.اللہ اُن کی بھی مدد کرتا ہے ۔ہندو ہیں سکھ ہیں اللہ اُن کی بھی مدد کر رہا ہے لیکن اسکا کوئی اصول ہے کہ وہ بغیر وسیلے کے مدد نہیں کرتا ہے۔(اللہ اکبر)

مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آیت لکھی جس کا آج کے علماء نے ترجمہ کیا ہے:

ایک گاؤں کا علاقہ تھا وہاں پر اعلان کر دیا گیا کچھ ہی وقت میں سیلاب تیزی سے ادھر آ رہا ہے پانی کا رُخ ادھر ہے تو سارے لوگ یہ علاقہ خالی کر دیں نکل جائیں لوگ نکلنے لگے سامان اٹھا کر تو ایک شخص کہنے لگا کہ مجھے اللہ پر یقین ہے میں نہیں جاؤں گا۔میرا اللہ میری مدد کرے گا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے تو رہ لوگ نکل گئے۔وہ گھر میں ہی تھا پانی آ گیا گھر کے اندر گھس گیا یہ جلدی سے گھر کی چھت پر

چڑھ گیا اور ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا کہ مولا میری مدد کر اس **مثال** کو سمجھ لیں تاکہ ساری زندگی مدد کا concept ذہن میں رہے پریشان نہ ہوں انسان کے دل میں اگر یہ تصور غلط ہو جائے تو بہت ساری دعائیں ضائع ہو جاتی ہیں وہ چھت پر چڑھ گیا اور اوپر ہاتھ اٹھا دیئے کوئی نہ آیا اور پانی آہستہ آہستہ چھت پر آ گیا یہ چھت پر جو کمرہ ہوتا ہے جس کو مونٹی کہتے ہیں۔ یہ اس پر چڑھ گیا اور اونچی اونچی کہنے لگا مولا اب تو مدد کر ابھی یہ کہا ہی تھا تو قریب ایک کشتی تھی جو لوگوں کو بچا رہی تھی اُس وقت وہ آ گئی اس میں لوگ سوار تھے لوگوں نے چلا کر کہا ہاتھ دو ہم تمہیں کشتی میں بیٹھائیں وہ کہنے لگا نہیں میں تو اللہ سے مدد مانگ رہا ہوں مجھے تمہاری مدد نہیں چاہیے مجھے تو اللہ کی مدد چاہیئے لوگوں نے کہا بے وقوف ہم تمہیں بچانے آئے ہیں اور تو اپنی باتیں سنا رہا ہے اٹھ جلدی کر کشتی میں آ کہنے لگا نہیں میں تو اللہ کی مدد مانگ رہا تھا کہا ٹھیک ہے دفعہ ہو اور نکل گئے پانی چڑھتا ہوا مزید اوپر آ گیا ایک لمبا سا ڈنڈا لگا ہوا تھا یہ اس کے ساتھ لٹک گیا اور زور سے چلانے لگا۔ اللہ میری مدد کر یہاں تک کہ ہوائی جہاز والے بھی آ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ بندہ ڈوب رہا ہے انہوں نے سیڑھی لٹکا دی کہ سیڑھی سے لٹک کر آ جا نہیں اُس نے کہا کہ آپ کی مدد نہیں چاہیے میں تو اللہ سے مدد مانگ رہا ہوں وہ کہنے لگے وقت ضائع نہ کر ہم نے اور جگہ پر بھی لوگوں کو بچانا ہے جلدی سیڑھی پکڑ کہا نہیں اللہ کی مدد چاہیے۔ انہوں نے بھی لعنت بھیجی اور چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں ایک لہر آئی اور اس کو ڈبو کے ہلاک کر گئی یہ مر گیا۔ اس کی روح جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچی تو

مولانا روم فرماتے ہیں اس نے اللہ سے شکوہ کیا کہ مولا تو نے میرے ساتھ کیا کیا تو نے قرآن میں کہا تھا **اِیَّـاکَ نَسۡتَعِیۡنُ مجھ** سے مدد مانگو تو میں تجھ سے مدد مانگ رہا تھا تو نے میری مدد ہی نہیں کی یہ کیا کر دیا تو آگے سے اس کو جواب ملا بدبخت وہ جو کشتی بھیجی تھی۔ وہ میری مدد ہی تھی۔ وہ جو ہوائی جہاز بھیجا تھا۔ وہ میری مدد ہی تو جو نسان بھیجے میں نے وہ میری مدد ہی تھی۔ تو نے مدد نہیں لی تو اب مر کھپ یہا پر تو کچھ یہ حال ہے۔ اُن لوگوں کا جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ مدد صرف اللہ کرتا ہے۔ خبردار! اب کسی سے مدد مانگی تم نے، انھیں چاہئے کہ وہ ڈاکٹر سے ٹیکہ لگوانا بھی چھوڑ دیں۔ انھیں چاہیے کہ خاص طور پر خواتین جب وہ اس طرح کی بات کرتی ہیں تو مجھے حیرانی ہوتی ہے۔ وہ کیسے یہ بات کر لیتی ہیں کیونکہ ان کو تو ہر حالت میں بہت ساری خواتین کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ جو بعض لوگوں میں غلط فہمی ہے کہ خبردار کسی اور سے مدد مانگی شرک ہو جائے گا۔ وہ اپنے والد سے خرچہ ہی کیوں لیتے ہیں اللہ سے لیا کریں۔ نہ direct خرچہ وہ خود قرآن کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ جب تک استاد نہ پڑھائے وہ خود نماز کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ جب تک ان کو کوئی نماز سکھائے خدا کی قسم! جتنی دنیا کی جتنی چیزیں ہیں آپ کے قریب ہیں وہ ساری کسی وسیلے سے پہنچی ہیں بغیر وسیلے کے تو ایک بچہ نہیں پیدا ہو سکتا تو یہ انسان جو ہے بعض لوگوں کا عجیب و غریب تصور ہے سورۃ فاتحہ میں ان لفظوں کو misuse کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چونکہ زیادہ علم ہے خبردار ہم نہیں کسی اللہ والے کے پاس جاتے ہم نہیں پیروں فقیروں سے مدد مانگتے ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ پیروں فقیروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے اللہ مدد کرتا ہے۔ بہت خوبصورت بات ہے پھر یہی جو میں نے عرض کیا انھیں چاہیے کہ وہ تمام معاملات میں اللہ ہی سے مانگیں پھر یہ محض بغض ہے اللہ والوں کی نفرت ہے دلوں میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا کوئی حقیقت کے ساتھ تعلق نہیں ہے یقیناً مدد اللہ ہی کرتا ہے لیکن وہ اس کے لیے وسیلے پیدا کرتا ہے اللہ اکبر!!! قرآن پاک میں اس کا بہت جگہوں پر اظہار ہے۔

حضرت سلمان علیہ السلام کا واقعہ

آپ نے ارشاد فرمایا ہے میرے دربار میں ملکہ بلقیس آ رہی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس کا تخت میرے دربار میں لے آئے قرآن بیان کرتا ہے کوئی ہے جو میری مدد کرے خود نبی ہیں سلمان علیہا لسلام نام ہے اللہ نے ہر کرم اور فضل دیا ہوا ہے زمین اور آسمان کی حکمرانی ہے۔ ہر چیز اللہ نے عطا کی ہے پھر بھی فرما رہے ہیں کہ کوئی ہے۔ آپ میں سے جو ملکہ بلقیس کا تحت لے آئے ایک کہنے لگا حضرت یقیناً مجھے سے سعادت حاصل ہے میں لا سکتا ہوں لیکن مجھے ذرا وقت لگ جائے گا کہا کتنا وقت لگے گا کہا؟ اتنا وقت لگے گا جتنی دیر آپ دربار میں بیٹھتے ہیں یہاں ہم سے گفتگو کرتے ہیں اتنی دیر ہو جائے گی لاتے ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ زیادہ وقت ہے اتنا وقت نہیں چاہیئے کوئی اس سے جلدی لا سکتا ہے ایک اور کھڑا ہوا اس نے کہا حضور مجھے یہ سعادت حاصل ہے۔ آپ مجھے حکم کیجیئے کہا کتنی دیر میں لاؤ گے

کہا آپ بس آنکھ جھپکیں آپ نے آنکھ جھپکی اور ملکہ بلقیس کا تخت سامنے پڑا ہوا ہے نبی ہو کر اپنے امتی سے مدد لی خود نہیں کر سکتے تھے؟

ایک اور صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا حضور میری آنکھیں اندھی ہیں۔ میں دیکھ نہیں سکتا ہوں تو کرم کیجیئے آپ اللہ کے نبی ہیں رسول ہیں میری مدد کیجیئے میرے لیے کچھ کیجیئے کچھ دعا دیجیئے فرمایا وہ مسجد کے صحن میں سامنے بیٹھو نفل پڑھو اللہ کی بارگاہ میں دو نفل پڑھو اور پھر ہاتھ اٹھاؤ اور اس طرح سے دعا مانگنا:

اے اللہ! وہ جو تیرا سوہنا محبوب وہ جو تیرا آخری نبی ہے میں اس کے وسیلے سے تجھ سے مانگتا ہوں تو مجھے آنکھیں عطا فرما یہ حضور نے خود دعا سیکھائی وہ صحابی گیا۔ اس نے دو نفل پڑھے دو نفل پڑھ کر اس نے ہاتھ اٹھائے اور حضور کے کہے ہوئے الفاظ اس نے اپنی زبان سے ادا کیے کہ اے اللہ میں اس آخری نبی کا وسیلہ پیش کرتا ہوں جس نے مجھے حکم دیا ہے تو دعا مانگ مولا میں مانگ رہا ہوں تو مجھے آنکھیں عطا کر دے صحابہ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے چلتا ہوا حضور کے پاس آیا یہ محض ایک غلط تصور ہے کہ انسان کسی اور سے مدد نہ مانگے۔

قرآن پاک کی اس آیت سے یقیناً یہ ثابت تو ہوا **اِیَّـاکَ نَسۡتَعِیۡن** کہ مدد اصل میں اللہ ہی کرتا ہے۔ اللہ اس آیت میں یہ ثابت کر رہا ہے مدد میری ہی ہو گی مانگ مجھ سے اس کے بعد وسیلے میں بنا

دوں گا مانگ مجھ سے ہی مولا تو میری مدد کر دے اس کے بعد دیکھ میں تیرے لیے کہاں کہاں سے مدد لے کر آتا ہوں تو یہ قرآن کی اس آیت سے ثابت ہوا۔

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ

یہ بندے کا اللہ کی طرف تیسرا کلام ہے دو کلام ہو گئے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ پہلا کلام

وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن دوسرا کلام

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ تیسرا کلام

دکھادے ہمیں **اھدنا** کہتے ہیں دکھادے ہمیں اس کا دوسرا معنی ہاتھ پکڑ کر منزل تک بھی پہنچادے **اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ** ہمیں سیدھا راستہ مولا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوا دل میں یقیناً ہونا چاہیے۔

مولا! ہم سیدھا راستہ مانگ رہے ہیں تجھ سے لیکن اس سے پہلے آپ غور کریں نمازی نے باقاعدہ وضو کیا ہے وہ وضو کر کے مصلیٰ پر کھڑا ہو گیا ہے مصلیٰ پر کھڑا ہو کے اس نے باقاعدہ کعبے کی طرف منہ کر لیا ہے ہاتھ باندھ لیے ہیں سب کچھ کر لیا ہے مولا تیسیدھا راستہ دکھا تو کیا پہلے سیدھا راستہ نہیں تھا؟ ابھی بھی جو کہہ رہے ہو مولا سیدھا راستہ دے تو پہلے کیا غلط راستے پر ہوں؟ اس کا مطلب ہے بات کچھ اور ہے اندر کوئی بات ہے کیونکہ نمازی تو پہلے ہی سیدھے راستے پر چل رہا تھا وہ تو پہلے بھی اسی راستے پر تھا جہاں اس کو ہونا چاہئے تھا۔ وضو کرنا سیدھا راستہ ہے، نماز کی نیت کرنا سیدھا راستہ ہے، کعبے کی طرف منہ کرنا سیدھا راستہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنا پہلے ہی سیدھے راستے پر تھا تو پھر دوبارہ کیوں کہا؟

حضرت عباسؓ نے یہ مشکل حل فرمائی حضورﷺ کے چچا اور قرآن پاک کے پہلے مفسر قرآن پاک کی پہلی تفسیر آپ سے ہوئی آپ نے اس کو حل کیا آپ نے فرمایا:

اس سے مراد یہ ہے یہ **صراط مستقیم** جو ہے یہ اصل مستقیم جو ہے یہ اصل میں محمد مصطفیٰﷺ کی ذات کا نام ہے **صراط مستقیم** حضور کی ذات ہے کیونکہ نمازی پہلے ہی نماز پڑھ رہا ہے وضو کر لیا ہے سب کچھ ٹھیک ہے تو پھر کہہ رہا ہے مولا سیدھا راستہ دکھا دے تو اصل میں یہ زیارت مصطفیٰﷺ کی دعا ہے اے اللہ مجھے زیارت رسول کروا اس نبی کی بھی زیارت دے اب عبادت تیری کر رہا ہوں مدد تجھ سے مانگ لی ہے لیکن اب اس نبی کی زیارت بھی تو دے نا جس نبی کا کلمہ پڑھ رہا ہوں اھدنا ہم سب کو یہاں بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا مولا ہم سب کو نبی کی زیارت کروا دے۔ (اللہ اکبر)

صراط مستقیم سے مراد آقاﷺ کی ذات کریمہ ہے اور دیکھیں آج یہ علم ہوا کہ ہم روز اتنی بار زیارت رسول کی دعا مانگتے ہیں لیکن پتہ ہی کوئی نہیں تھا کہ یہ تو میں روز نبی کی زیارت کی دعا مانگتی ہوں جب کوئی اس طرح مانگے گا نہ تو ہی زیارت ہو گی یعنی اس کو یہ علم بھی ہو میں کیا مانگ رہا ہوں کئی سال ہو گئے۔ اھد نا صراط مستقیم اور زیارت کا ''ز'' بھی نہیں پتہ چلا اسے پتہ ہی نہیں کہ یہ بول کیا رہی ہے یہ حضور علیہ السلام کی زیارت کی دعا ہے۔ (اللہ اکبر)

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ

اے اللہ! ان لوگوں کا راستہ مجھے دکھا جن پر تیرا انعام ہوا اب سورۃ مبارکہ کا یہ جو حصہ ہے اس پر آ کر اللہ تمام معاملات اکٹھے کرنے لگا اب آخری حصہ چونکہ سورۃ فاتحہ ختم ہونے لگی ہے اور اللہ تعالیٰ پوری سورۃ کو Conclude کرنے لگا ہے۔ ان لوگوں کا راستہ مجھے دے جن پر تیرا انعام ہوا اور پر عبادت کر رہا ہے اللہ کی مدد بھی مانگ رہا ہے ساتھ زیارت رسول کی دعا بھی کر رہا ہے۔ اب عجیب بات کر دی مولا مجھے اب اللہ والوں یا نیک لوگوں کا راستہ دکھا دے اتنی بڑی دعائیں کرنے کے بعد اتنے بڑے اعتراف کرنے کے بعد کہ میں عبادت کر رہا ہوں تجھ سے مدد بھی مانگ رہا ہوں اور ساتھ نبی کی زیارت کی دعا بھی کر رہا ہوں لیکن مولا بچ نہیں سکوں گا۔ اگر اللہ والوں کا راستہ مجھے نہ ملا مجھے نیک لوگوں کی صحبت نہ ملی مجھے اچھے لوگوں کا راستہ نہ ملا تو مارا جاؤں گا میں جانتا ہوں میں خود کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے　　اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی　　نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں سے

مولا! میں نے تجھ سے مدد بھی مانگ لی ، میں نے تیری عبادت بھی کر لی، میں نبی کی زیارت تک پہنچ گیا۔

لیکن یہ ساری چیزیں ساتھ قیامت تک تب لے کر جاؤں گا جب اللہ والوں کا راستہ ملے گا تو قرآن نے اس اصول کو واضح کر دیا حالانکہ آپ غور کریں تو اس کو الٹا نہیں ہونا چاہیے تھا مطلب پہلے ہمیں اللہ والوں کا راستہ مانگنا چاہیے تھا اس کے بعد عبادت کی توفیق پھر مدد کی توفیق پھر حضور کی زیارت حضور کی زیارت تو آخری مقام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ترتیب وار اس کو عرض کر کے ایک بہت بڑا پیغام دیا ہے کہ تم جتنے بھی نیک ہو جاؤ گے یہ سب کچھ شیطان ضائع کر سکتا ہے اگر تمہیں اللہ والوں کا راستہ نہ ملا یہاں ایک غور طلب بات ہے ایک اور زاویہ ہے اس آیت کا وہ یہ ہے کہ بظاہر تو ہم اللہ سے کلام کر رہے ہیں اللہ سے کلام کرتے ہوئے اھد نا صراط مستقیم سے گزر کر جب آگے آتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ خود ہی فرما رہا ہے مجھ سے کہ اب اس طرح مجھ سے مانگو کہ میرے کچھ بندے ہیں دنیا میں الذینا وہ زندہ جاوید جیتے جاگتے لوگ ہیں یہ مولا ہم تو تجھے لینا چاہ رہے تھے ہم تو تجھے پانا چاہتے تھے۔

ہم تو تیری معرفت لینا چاہتے تھے ہم تو تیرے قریب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے بندوں کے قریب کر رہا ہے تو کہہ رہا ہے بندے ہم بندوں سے دور بھاگتے ہیں ہم مزاروں پر نہیں جاتے ہم پیروں فقیروں کے پاس نہیں جاتے ہم کسی نیک بندے کے پاس جانا پسند ہی نہیں کرتے تو کہہ رہا ہے مولا بندوں کے پاس جاؤ قرآن نے کہا تو جو مرضی کر جانا تجھ کو پھر بھی پڑے گا **اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ** میرے کچھ بندے ہیں۔ جن پر میں نے انعام کیا ہوا ہے ان کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لیے کہ وہ بندے جنھوں نے دنیا میں دین کی دعوتیں، دین کے مرکز، دین کی نورانیت کو پھیلایا

ہوا ہے۔ میں ان کا احسان چھوڑ نہیں سکتا میں ان کا احسان نہیں چھوڑ سکتا تجھے جانا ہوگا **اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ** ڈھونڈ و راستہ ان کا پتہ کرو وہ کون لوگ ہیں کہاں کہاں ان کے ڈیرے تھے کیا کیا انہوں نے کیا کون ہیں غوث اعظم؟ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ پتہ کر کون ہیں داتا صاحب سعید علی بن عثمان الہجویریؒ پتہ کر کون ہیں؟ حضرت بہاؤالدین زکریہ ملتانیؒ پتہ کر تجھے علم ہونا چاہیے۔

آپ اندازہ کریں روز ایک مسلمان کتنی بار یہ دعا کرتا ہے کہ مولا مجھے نیک لوگوں کا راستہ دکھا دے نیک لوگوں کی طرف چلا دے مجھے نیک لوگوں کی طرف بھیج دے صراط الذین ان لوگوں کا راستہ بار بار کہتا ہے لیکن کہتا یہی ہے مجھے کسی راستہ کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی اللہ تک جاؤں گا اُس عقیدے کی وجہ سے مارکھا جاتا ہے حالانکہ قرآن واضح بیان کر رہا ہے کہ کچھ لوگ ہیں جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے پھر آگے ایک اور جگہ اُن لوگوں کی وضاحت کر دی۔

اللہ کا انعام ہے نبیوں پر صدقین پر شہیدوں پر تمام نیک لوگوں پر بلکہ جو ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان پر بھی اب ان کو ڈھونڈ نا تیرا کام ہے۔ ہر شے تو میں نہیں نا تجھے دینے والا اب پتہ تو خود کر لے۔ (اللہ اکبر)

آپ اندازہ کریں سورۃ فاتحہ میں اللہ نے تمام معاملات کو یہاں اللہ والوں کی طرف بھیج دیا۔

عشق رسول وہیں سے ملے گا، مدد کی توفیق وہیں سے ملے گی ،عبادتوں کے طریقے بھی تجھے اللہ والے ہی سکھائیں گے۔

اوپر تجھے میں نے کہہ دیا کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں کہہ دے میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں کہہ دے اعتراف کر دے کہ میں مولا تیرے نبی کی زیارت بھی چاہتا ہوں اعتراف کر لے لیکن یہ خود نہیں ملے گا جب تک کسی اللہ والوں کے قدموں میں نہیں جائے گا۔

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّيۡنَ

یہ پرہیز ہے پہلے اوپر دوائی ہے یہ پرہیز ہے کہ اب تو نے ان چیزوں سے بچنا بھی ہے۔ یہ تمام کام کرتا جا اللہ والوں کی صحبت اختیار کر حضور کی زیارت کی دعا کر میری مدد مانگ عبادت میں لگا رہ لیکن یہ سب کچھ کام خراب کر دے گا اگر تو نے غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّيۡنَ نہ کیا۔

مولا! مجھے دور رکھنا ان لوگوں کے راستے سے جن پر تیرا غضب ہے اور جو گمراہ ہیں اس کا مطلب ہر برا دوست ہر گندی صحبت ہر گناہ ہر برائی ہر نا ہوست سے دور رہنا اگر پرہیز ہوگا تو اوپر والی چیزیں حاصل ہوں گی یہ ہمارا مسئلہ ہے کہ ہم پرہیز نہیں کرتے۔ ہمارے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ پرہیز نہیں کرتے۔ گناہوں سے بچنا نیکی کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ آپ تھوڑی نیکی کر لیں گناہوں سے بچ جائیں۔ وہ تھوڑی نیکی اللہ کا ولی نہ بنا گئی تو میرا گریبان حاضر ہے وہ اللہ کا ولی بنا جائے گی اگر آپ گناہوں سے بچ جائیں گے ہم چونکہ گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔

؎ دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہوجا   سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

یہ جو دورنگیاں ہیں نہ جو ہم نے چھ چھ منہ بنائے ہیں اپنے اس وجہ سے ہمیں کچھ نہیں ملتا ہماری نمازیں ہمارے روزے ہماری نیکیاں ہمارے درس یہ سب ضائع ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی ایک گناہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ پچھلی نیکیاں ساری جلا کر راکھ کر دیتا ہے تو اللہ نے اتنا قیمتی نسخہ دیا ہے ان چھ آیتوں میں آپ شروع کریں ذرا الحمدللہ سے شروع ہوں کتنا تفصیل سے باتیں کرتے ہوئے آخر میں کہا گناہوں سے بچو گمراہ لوگوں کا کام نہ کرنا جو میرے غضب میں آئے ہیں غلط کام کرنے والے لوگ ہیں ان سے بچ جانا۔ (اللہ اکبر)

اسی لیے بزرگوں نے فرمایا: **"یارِ بد مارِ بد سے زیادہ خطرناک ہے"**

برا دوست سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس لیے کہ اگر سانپ ڈسے گا تو جان لے گا لیکن اگر برے دوست نے تجھے برے کام میں لگایا تو وہ جان اور ایمان دونوں لے جائے گا۔ یہ ٹی وی انٹرنیٹ بھی ایک دوست ہے آپ کا موبائل بھی آپ کا دوست ہے جہاں جہاں سے برائی دوست کی طرف سے آئے گی تو جان اور ایمان دونوں جائیں گے تو واضح ہو گیا کہ مولا مجھے گناہ گاروں سے گندے لوگوں سے دور کر دے **آمین!**

یہ حضور علیہ السلام کی سنت ہے۔ یہ سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے اس کو قرآن میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ نہیں لکھا گیا۔ یہ حضور کا طریقہ تھا کہ اتنی اچھی دعائیں کرنے کے بعد بنتا ہے کہ انسان آمین کہے مولا قبول کر لے مجھے اپنے نبی کی زیارت کروا دے عبادت کی توفیق دے مجھے نیک لوگوں کا راستہ دے مجھے برائیوں سے بچا لے آمین۔

اب جس نے تو اس طرح سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس طرح سورۃ فاتحہ کو یاد رکھتے ہوئے نماز پڑھی نماز ادا کر لی اس کا ذہن ایسے ہی چلتا رہا ایک وقت ایسا آئے گا اس کی یہ ساری دعائیں قبول ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

۱۔ اس کو عبادت کی توفیق مستقل ملتی ہے۔

۲۔ اس کی مدد کی جاتی ہے۔

۳۔ خدا کی قسم اس کو حضور کی زیارت بھی ہو جاتی ہے۔

۴۔ اور اللہ والوں کا راستہ بھی مل جاتا ہے۔

۵۔ اور انسان گناہوں سے بھی بچ جاتا ہے لیکن اس طرح سے پڑھے ترتیب سے باتیں ذہن میں لے کر پڑھے پھر سورۃ فاتحہ کا مزہ آتا ہے۔ (اللہ اکبر)